حافظ صلاح الدین صاحب یوسف

روشن ستارے، جو ظلم و دہشت گردی کے گہرے اُفق میں ڈوب گئے!

شہدائے اہلحدیث لاہور کی یاد میں

۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء کی شب تاریک کو لاہور میں جو قیامتِ صغریٰ برپا ہوئی اس کی تفصیلات بیان کرنے اور دہرانے کی ضرورت نہیں۔ وہ ہر اہلِ حدیث کے دل پر نقش اور لوحِ حافظہ پر ثبت ہیں۔ بلکہ اس کی ہولناک یادوں سے ہر اہلحدیث کا سینہ چھلنی، دل زخمی اور جگر پاش پاش ہے۔ ؎

یاد ماضی عذاب ہے یارب چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

یہ سانحہ پاکستان میں اپنی نوعیت کا شاید پہلا سانحہ ہے کہ ایک خالص مذہبی جلسۂ عام میں اتنے خوفناک بم کا دھماکہ کیا گیا جس سے سو کے قریب افراد زخمی ہو گئے اور دس افراد شہید۔ شہداء میں جماعت اہلِ حدیث کی ایسی نہایت قیمتی شخصیات بھی شامل ہیں جن کی شہادت سے فی الواقع جماعت کی متاعِ دین و دانش لٹ گئی ہے ؎

متاعِ دین و دانش لٹ گئی اللہ والوں کی
یہ کس کافر ادا کا غمزۂ خونریز ہے ساقی

بلاشبہ اپنی اپنی جگہ ہر شہید کی اہمیت ہے۔ ان کی بیویوں کے سہاگ اُجڑ گئے۔ ان کے بچے شفقت پدری سے محروم ہو گئے۔ بوڑھے والدین کی اُمیدوں اور آرزوؤں کے شیش محل چکنا چور ہو گئے اور اچانک ان کا رشتۂ حیات منقطع ہو جانے سے نہ معلوم کتنے لوگ تڑپے ہوں گے، کتنے دلوں کی دنیا ویران ہوئی ہو گی اور کتنی آنکھیں سیلاب اشک بنی ہوں گی۔ غرض یہ حادثاتی اموات اپنے پیچھے نہایت کربناک یادیں، المناک آہیں اور سسکتے جذبات چھوڑ گئے ہیں۔ اس حادثے نے جماعت کے جن علماء کو ہم سے چھین لیا ہے وہ کسی فرد کا نقصان نہیں کسی خاندان کا غم نہیں۔ چند رفقاء و احباب کا المیہ نہیں بلکہ پوری جماعت اہلِ حدیث کا نقصان ہے۔ پوری جماعت ان کے غم میں نڈھال ہے اور پوری جماعت کے لئے ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ ؏ مرا رونا نہیں، رونا ہے یہ سارے گلستاں کا۔

لنکے سانحہ ہائے شہادت سے جماعت کو جو چرکے لگے ہیں وہ آسانی سے مندمل ہونے والے نہیں، جو نقصانِ عظیم ہوا ہے، اسکی تلافی بظاہر ممکن نہیں اور جو خلا پیدا ہوگیا ہے اس کا پُر ہونا بہت مشکل ہے۔ ان میں سے ہر ایک ع

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے ۔ کا مصداق تھا۔

سب سے پہلے جام شہادت نوش کرنے والوں میں مولانا عبدالخالق قدوسی ہیں۔ مولانا حبیب الرحمن یزدانی کے دماغ میں کاری ضربیں آئی تھیں جسکی وجہ سے وہ مسلسل بے ہوش رہے تاآنکہ اسی حالت میں اللہ کو پیارے ہوگئے۔

دیگر شہداء و مجروحین:۔ مذکورہ شہداء کے علاوہ دیگر ۶ افراد بھی اس حادثے میں لقمہ اجل بنے ہیں۔ انکی وفات بھی اپنی جگہ نہایت المناک ہے لیکن جمعیت کے نامور علماء تو جماعتی نقطہ نظر سے نہایت ہی اہمیت کے حامل تھے۔

..... چه بایدکرد

اس لحاظ سے قلعہ لچھمن سنگھ لاہور کا یہ المیہ ــ خوفناک بم کا دھماکہ ــ جماعت اہلحدیث کیلئے ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ پوری جماعت سخت اضطراب و تشویش میں مبتلا ہے اور وہ جلد از جلد جاننا چاہتی ہے کہ اس ظلم کے مرتکب کون بدبخت ہیں جنہوں نے ہنستے بستے گھروں کو اجاڑ دیا ہے، گلشنوں کو ویران کردیا ہے۔ بہت سے بچوں کو یتیم کردیا ہے اور کئی عورتوں کا سہاگ لوٹ لیا ہے۔ اور اس کے بعد وہ دیکھنا چاہتی ہے کہ ان دہشت گردوں کو کس طرح کیفر کردار تک پہنچایا جاتا ہے؟ اور کیونکر سسکتی آہوں کو حوصلہ، ٹوٹتے جذبوں کو توانائی اور انصاف کی منتظر نگاہوں کو فرحت اور تازگی عطا کی جاتی ہے؟ اور بجھے دلوں کیلئے عدل و انصاف کی بادِ بہاری سے کسطرح حیاتِ نو کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

اب یہ حکومت کے تدبّر اور عدل و انصاف کا امتحان ہے جس میں حکومت مسلسل ناکام ہوتی چلی آرہی ہے۔ اگر حکومت نے اب بھی بیدار مغزی، مستعدی اور ہوش کا ثبوت نہ دیا اور اتنے بڑے مجرموں کا سراغ لگانے یا انہیں عبرت ناک سزا دینے میں تساہل، تغافل یا تجاہل برتا تو حالات سنگین اور خوفناک صورت اختیار کرسکتے ہیں۔ اسلیئے عدل و انصاف کا تقاضا بھی ہے اور حکمت و مصلحت کا اقتضاء بھی کہ حکومت فی الفور مجرموں کو گرفتار کرکے انہیں سرعام تختہ دار پہ لٹکائے اور جماعت کے زخمی

دلوں کی ڈھارس بندھائے۔

اس سانحہ کو ۱۱، ۱۲ مہینے گزر گئے ہیں لیکن ابھی تک اس سانحہ کے ذمے دار افراد کی نشاندہی اور انکے احتساب کے معاملے میں پُراسرار خاموشی ہے۔ تفتیش کے بالکل ابتدائی دنوں میں تو پھر بھی کچھ حوصلہ افزا خبریں شائع ہوتی رہیں بلکہ یہاں تک نوید جاں فزا دی گئی تھی کہ تفتیش پر مامور افسران واقعے کی تہہ تک پہنچ گئے ہیں اور عنقریب مجرموں کا سُراغ لگا لیا جائے گا۔ لیکن دن گزرنے کے ساتھ ساتھ جماعت اہلحدیث میں تو اضطراب و تشویش بڑھتی گئی مگر ارباب تفتیش کے بیانات میں بے حسی، جمود اور مجرمانہ تغافل و بے اعتنائی کا اضافہ ہوتا چلا گیا، تا آنکہ تفتیش اور دارو گیر کا سارا معاملہ پس منظر میں جاتا نظر آتا ہے۔

ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ جو پولیس آسمان میں تھگلی لگانے اور پاتال میں مجرموں کا سراغ لگانے پر قادر ہے، وہ سانحۂ لچھمن سنگھ لاہور کے پسِ منظر اور تہہ منظر سے اب تک نا واقف رہی ہوگی اور اس خونین ڈرامے کے اصل کرداروں ——— اداکاروں اور ہدایت کاروں ——— سے اب تک بے خبر ہوگی۔

ہم پوری دیانت داری سے سمجھتے ہیں کہ ایسا ممکن نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو کچھ موہوم مصلحتیں ہیں یا عاقبت نا اندیشانہ خدشے ہیں یا سفارش و رشوت کا کرشمہ ہے۔ کہ پولیس معاملے کی تہہ تک پہنچنے کے باوجود اپنے نتائجِ تحقیق منظرِ عام پر لانے سے گریز کر رہی ہے اور جماعت کو طفل تسلیوں کے کھلونوں سے بہلانے کی مذموم کوشش کر رہی ہے۔

ظاہر بات ہے کہ یہ حادثہ اپنے دُور رس نتائج اور خطرناک عواقب کے لحاظ سے ایسا نہیں ہے کہ اسے حکومت کی موہوم مصلحتوں اور خدشوں کی وجہ سے نظر انداز کر دیا جائے۔ یا سفارش اور رشوت کے خوفناک عفریتوں کے آگے ہتھیار ڈال دیئے جائیں۔ اس المناک حادثے میں جماعت اہلحدیث کو جو گہرے گھاؤ لگے ہیں وہ آسانی سے مندمل ہونیوالے نہیں ہیں، جو علمی نقصان ہوا ہے اسکی تلافی نہایت مشکل ہے اور قیادت و خطابت کے میدان میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے بظاہر اس کا پُر ہونا ناممکن سا نظر آتا ہے۔

بنا بریں حکومت اگر یہ سمجھتی ہے کہ مرورِ ایام کے ساتھ ساتھ حادثے کی سنگینی از خود کم ہو جائے گی، جذبات کی شدت ختم ہو جائے گی اور اضطراب و تشویش کی لہریں

سرد پڑ جائیں گی تو ہم اسے متنبہ کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ یہ اسکی خام خیالی ہے۔

ع این خیال است و محال است و جنوں

واقعہ یہ ہے کہ اس کو جتنا دبانے کی کوشش کی جائے گی، انشاءاللہ یہ اتنا ہی ابھرے گا انسانی لہو کے بعد عدل و انصاف کے تقاضوں کا بھی اگر خون کیا گیا تو آستین کا لہو ایسے پکارے گا کہ کشتوں کا خون چھپ نہیں سکے گا۔

جماعت کا ہر فرد عہد کرے کہ وہ اس ملک میں عدل و انصاف کا علم سرنگوں نہیں ہونے دے گا۔ امن و شرافت کی قدروں کو یہاں قائم کرے گا اور ظلم و تشدد کے پیامبروں کو یہاں جینے کا حق نہیں دے گا اور شہدائے اہلحدیث کے خون کو رائیگاں نہیں جانے دے گا۔ اگر اہلحدیث اپنی گذشتہ درخشاں تاریخ کے مطابق سرفروشی کا عزم کرلیں تو انشاءاللہ حکومت اس سانحے کو گلدستۂ طاقِ نسیاں بنانے میں کامیاب نہیں ہوسکتی۔ ضرورت ہے تو تجدید عہد اور عزم نو کی، اتحاد و اتفاق کی اور کوئی متفقہ پالیسی اور حکمتِ عملی اختیار کرنے کی۔ کاش اہلحدیث کے اکابر و اصاغر اس نکتے کو سمجھ سکیں اور اس پر عمل کرنے کی توفیق سے بہرہ ور ہوسکیں۔

ع این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

بقیہ :- شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن

حق کا آوازہ بند کر دیا گیا اسلام کو مظلوم کر دیا تھا۔

ترجمان الحدیث خالص علمی مجلہ ترجمان الحدیث جو علامہ احسان الہیٰ ظہیر شہید کی ادارت میں چل رہا تھا۔ ان کی شہادت کے بعد اس کا پہلا شمارہ "شہدائے اہل حدیث نمبر" شائع ہونا وقت کی قدرتی آواز، ہر دل کی ترجمانی اور ہر فردِ اہل حدیث کی تمنا ہے راقم نے یہ تجویز مدیر الاسلام جناب بشیر انصاری سے عرض کی تھی جس کو انہوں نے منظور فرمایا اور اپنی مساعیٔ جمیلہ اس بارہ میں صرف فرمائیں۔ اللہ کرے مجلہ کا یہ نمبر خوبیوں کا مرقع ثابت ہو آمین۔